عیسائیت اور اسلام

ڈاکٹر ساجد اَسداللہ☆

برِصغیر میں اَوّلین معمارِ کلیسا کون؟ ایک جائزہ

'اَکال الامم' سے موسوم ہندومت کی سرزمین برصغیر پاک و ہند میں مسیحیت کی تاریخ کافی قدیم ہے، تاہم اس کی یہاں پر ابتدا کا تعین مشکل امر ہے۔[1] اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں کوئی بھی باوثوق اور مستند تاریخی مصادر و مآخذ دستیاب نہیں جن سے ہندوستان میں عیسائیت کی ابتدائی آمد اور اوّلین بانی کلیسا کا قطعی تعین ہو سکے۔[2] تاہم مختلف فیہ آرا ـــ جن کی حیثیت محض دعویٰ کی ہی ہے ـــ میں ذیل کی مقدس ہستیوں کی آمد کو برصغیر میں مسیحیت کے ابتدائی نقوش گردانا گیا ہے:

❶ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام
❷ سیدنا مریم علیہا السلام
❸ برتلمائی حواری سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
❹ توما حواری سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

❶ سیدنا عیسیٰ ابن مریمؑ کی ہندوستان آمد کا دعویٰ

مسیحی عقیدہ کے مطابق ابن اللہ ٹھہرائے جانے والے حضرت عیسیٰ کو ان کے عہد کی یہودی مذہبی عدالت سینہڈرین (Sanhedrin) نے جھوٹا نبی قرار دے کر موت کی سزا تجویز کی[3] اور آپ کو مصلوب کر دیا گیا۔ تدفین کے تیسرے دن آپ کی قبر کھلی ہوئی اور خالی نظر آئی۔ بعد اَزاں مختلف جگہوں پر حواریوں اور پیروکاروں کے سامنے آپ کا ظہور ہوا (جن کی تعداد مختلف فیہ ہے)۔ انجیلی روایت کے مطابق آپ چالیس روز کے بعد اپنے شاگردوں کو برکت دیتے ہوئے آسمانوں پر اُٹھا لیے گئے۔ اس وقت سے آپ خدائے قادر و مطلق کی دائیں جانب عرش پر تشریف فرما ہیں۔[4]

جب کہ جمہور اسلامی عقیدہ کے مطابق آپ تیس برس کی عمر میں زندہ آسمانوں پر اٹھا لیے گئے۔ (یہودی عقیدۂ قتل اور مسیحی عقیدۂ تصلیب کے برعکس) ﴿وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ﴾

☆ لیکچرار گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج، سمندری (فیصل آباد)

www.KitaboSunnat.com

(النساء:۱۵۷)''نہ تو آپ کو قتل کیا گیا اور نہ ہی آپ مصلوب ہوئے، بلکہ ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ﴾ (النساء:۱۵۸) کے مطابق آپ کو جسمانی طور پر زندہ آسمانوں پر اُٹھا لیا گیا اور ﴿وَاِنَّه لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ﴾ (الزخرف:۶۱) کے مطابق قیامت سے قبل آپ کی آمدِ ثانی ہوگی۔[۵]

اس جمہور مسلم عقیدہ ـــــ جو قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے ـــــ کے برعکس، ایک متاخر رائے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ بچ نکلنے کے بعد[۶] یروشلم سے ہجرت کر گئے اور ترکی، مشرقی یورپ (ممکنہ حد تک) انگلینڈ، ایران، افغانستان اور نیپال کا سولہ برس پر محیط سفر طے کرتے ہوئے ہندوستان آن وارد ہوئے[۷] اور یوزآسف[۸] کے نام سے کشمیر میں سکونت اختیار کی۔ یہیں شادی[۹] کرنے کے بعد ۱۲۰[۱۰] سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کی قبر سرینگر کے علاقہ روضہ بل[۱۱] میں ہے۔[۱۲] یہاں لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچانے کے حوالے سے آپ سے بعض تعلیمات منسوب کی جاتی ہیں جو کہ متداول انجیل کے سوا ہیں۔ ایک روسی سیاح اور مسیحی عالم نکولس نوٹو وچ (Nicolas Notovich) ۱۸۸۷ء میں سفر کشمیر کے بعد اپنی تصنیف The Unknown Life of Christ میں پہلی بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کشمیر میں مفروضہ آمد اور ان سے منسوب ہندوستانی انجیل کا معاملہ منظر عام پر لایا۔[۱۳] یہاں پر آپ کی تعلیمات کو 'ہندی انجیل' کے نام سے پیش کیا جاتا ہے جسے پیام شاہجہان پوری نے اپنی تحقیق کے ساتھ 'مسیح کی ہندی انجیل' کے نام سے اُردو میں شائع کیا ہے۔[۱۴]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مزعومہ کشمیر آمد کے اس مفروضہ کو ہندوستان میں سب سے زیادہ شد و مد کے ساتھ بانی جماعت ِاحمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۳۵۔۱۹۰۸ء) نے اُچھالا اور اس موضوع پر ۱۸۹۹ء میں ایک مستقل تصنیف 'مسیح؛ ہندوستان میں' لکھی، جو کہ قادیان سے ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی۔[۱۵] اس کے علاوہ بھی بہت لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کشمیر آمد کے حوالے سے قلم اُٹھایا۔ تاہم یہ مفروضہ تحقیق کی کسوٹی پر پورا نہیں اُترتا اور اسے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ اہل کلیسا کے ہاں بھی پذیرائی حاصل نہ ہوسکی۔

سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی جاپان آمد کا دعویٰ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ان مختلف فیہ دعوؤں کے ضمن میں ایک دلچسپ روایت

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی ہے کہ آپ ہندوستان ٹھہرنے کی بجائے یہاں سے جاپان تشریف لے گئے تھے۔

Jheaoouba Prophecy نامی کتاب[16] کے مطابق ۱۹۳۵ء میں Kiyomara Takeuchi نامی شخص کو جاپانی علاقہ Ibarah سے ۱۹۰۰ سال قدیم ایک دستاویز ملی۔[17] اس دستاویز کے مطابق حضرت عیسیٰ نے چودہ سال کی عمر میں اپنے والدین کو چھوڑا اور اپنے ۱۲ سالہ بھائی Ouriki کو لے کر برما، ہند اور چین کی طرف عازمِ سفر ہوئے۔ پھرتے پھراتے ۵۰ سال کی عمر میں اتفاقاً جاپان آ نکلے جہاں مزید ۴۵ سال قیام کیا اور یہاں شادی کے بعد تین بچیوں کے باپ بنے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جاپانی علاقہ Amori کے گاؤں Herai میں وفات پائی اور یہیں آپ کا مزار ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ آپ کے بھائی Ouriki کی بھی قبر ہے۔[18]

❷ حضرت مریم علیہا السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق کوئی باوثوق مسیحی روایت نہیں ملتی کہ وہ واقعہ تصلیب کے بعد کہاں تشریف لے گئیں۔ اس بارے میں مستند کلیسائی روایات اور تاریخ کے اَوراق مکمل طور پر خاموش ہیں۔ عام طور پر باور کیا جاتا ہے کہ آپ نے یروشلم میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئیں۔ ہندوستان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی متذکرہ روایت میں بطور تائیدی استشہاد یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ آپ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس مزعومہ سفر ہند میں ان کے ہمراہ تھیں اور کشمیر جاتے ہوئے راستے میں مری کے مقام پر وفات پا گئیں۔ اس دعویٰ کے مطابق انگریزوں کی طرف سے ۱۸۵۰ء میں بسائے جانے والی اس جگہ کا نام مری آپ کی نسبت سے پڑا ہے۔ یہ مریم سے میری (Mary) اور پھر مری بن گیا۔ یہاں پنڈی پوائنٹ کے مقام پر ایک قبر آپ سے منسوب ہے، جسے مقامی طور پر 'مائی مری دا آستانہ' کہا جاتا ہے۔[19]

Uzanne Merie Olsson نامی خاتون نے اپنی کتاب Jesus the King of Kashmir میں اس قبر کو حضرت مریم علیہا السلام کی قبر قرار دیتے ہوئے اس کی تفصیل اور تصاویر بھی شائع کی ہیں۔[20] راقم الحروف نے بچشم خود اس جگہ کا معائنہ کیا ہے۔ البتہ اسے

www.KitaboSunnat.com

ٹھوس تاریخی شہادتوں کے بغیر محض قیاسات سے حضرت مریم علیہا السلام کی قبر قرار دینا غلو وتعلّی کے سوا کچھ نہیں۔

یہ بات مدنظر رہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کی قبر کا دعویٰ بیت المقدس کی بجائے صرف یہاں مری میں ہی نہیں کیا جاتا بلکہ مختلف دعووں میں ترکی، فرانس اور بعض کے نزدیک انگلینڈ تک میں فرضی قبریں حضرت مریم کی طرف منسوب کی گئی ہیں۔ [۲۱]

ان زبانی یا سینہ بہ سینہ چلنے والی روایات کو ثابت کرنا انتہائی مشکل امر ہے۔علم تاریخ کے جدید رجحانات میں سے آج کل 'اَورل ہسٹری' (Oral History) یعنی 'معاشرے میں رواج پانے والی زبانی تاریخ' کو قبول کرنے کے بارے بحثیں جاری ہیں۔ مذکورہ بالا شاذ روایات بھی اس تناظر میں بیان کی گئی ہیں۔

❸ برتلمائی حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہند آمد کی روایت

برصغیر کی تاریخ مسیحیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری برتلمائی کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔اس روایت کے مطابق وہ ہندوستان میں مالا بار یا بمبئی کے پاس کلیان میں سے کسی جگہ آئے۔[۲۲] اُنہوں نے یہاں مسیحیت کی تبلیغ کی اور جاتے ہوئے انجیل متی کا ایک آرامی نسخہ چھوڑ گئے۔[۲۳]

معروف مستشرق پادری الفانسو منگانا اور دیگر مسیحی مؤرخین اس روایت کی تردید کرتے ہیں۔ان کے مطابق برتلمائی موجودہ ہندوستان نہیں بلکہ یمن کے علاقہ میں آیا تھا، کیونکہ اس دور میں جغرافیائی طور پر ہندوستان سے مراد موجودہ ہند نہیں بلکہ بقول پادری برکت اللہ ''لفظ ہندوستان کا کوئی خاص مفہوم متعین نہیں تھا۔افریقہ کے مشرقی ساحل سے جاپان تک کے خطہ زمین کو بعض اوقات ہندوستان'' کہا جاتا تھا۔[۲۴]

اس کے برعکس معروف مسلم تاریخ دان ابن خلدون (م ۸۰۶ھ) کے مطابق اسے عرب اور حجاز کے علاقہ کی طرف بھیجا گیا تھا۔

"إن برتلمائي بعث إلى الأرض العرب والحجاز"[۲۵]

''برتلمائی رسول کو عرب اور حجاز کی سرزمین کی طرف بھیجا گیا۔''

www.KitaboSunnat.com

مسیحی مؤرخین ہندوستانی کلیسا کی برتلمائی رسول کی آمد پر بنیاد رکھنے سے احتراز کرتے ہیں۔

④ توما حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہند آمد کی روایت

مذکورہ بالا تمام بیانات کے برعکس مسیحی مؤرخین کی طرف سے ہندوستان میں مسیحیت کے اوّلین نقوش کے ضمن میں سب سے زیادہ شدومد کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری توما کا نام لیا جاتا ہے۔توما نامی اس حواری کا اصل نام یہودا تھا، جس کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے توما بمعنی توام رکھا۔[26] اس کی طرف پانچ جعلی (اپوکریفا) کتب بھی منسوب ہیں۔[27] اکثر مسیحی تاریخی مآخذ میں ہندوستانی کلیسا کی خشتِ اوّل توما حواری کی یہاں آمد کی روایت پر رکھی گئی ہے، اس لئے اس کا تفصیلی جائزہ لیا جاتا ہے۔

توما حواری کی ہندوستان آمد کی بنیاد 'توما کے اعمال' نامی کتاب میں مذکور اُسطورہ پر رکھی گئی ہے۔خود مسیحی حلقوں میں اس کتاب پر نقد کرتے ہوئے اسے جعلی، بدعتی، تخیلاتی، وضعی، غیر معتبر و غیر ثقہ، افسانوی حیثیت کی حامل اور غلطیوں سے بھرمار گردانا گیا ہے۔[28]

'توما کے اَعمال' نامی اس کتاب میں مذکور قصہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے کے بعد ان کے حواریوں کو تمام دنیا میں تبلیغ کی ذمہ داری سونپی گئی تو ہندوستان میں تبلیغ کی ذمہ داری توما حواری کے حصہ آئی، جس سے اُنہوں نے پہلو تہی کی کوشش کی اور اپنے خدشات کا اظہار کیا کہ میں ایک نحیف وضعیف جسم کا مالک کمزور شخص اور صرف عبرانی جاننے والا ہوں، میں ہندوستانیوں میں کیسے سچائی کی تبلیغ کروں گا،لیکن رات کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے سامنے ظاہر ہوئے اور اسے ہند جانے کا حکم دیا۔ اس وقت اتفاقاً یروشلم میں ہندوستان کے راجہ گونڈوفاس کی طرف سے 'ہین' نامی تاجر کسی ماہر معمار کو ہندوستان لے جانے کے لیے آیا ہوا تھا۔حضرت عیسیٰ اس کے سامنے ظاہر ہوئے اور توما کو اپنا غلام ظاہر کرتے ہوئے اسے ڈیڑھ سیر چاندی کے عوض بیچ دیا۔اس فروخت کی رسید ان الفاظ میں درج کی گئی ہے۔

باعث تحریر آنکہ: میں اپنا ایک خادم مسمّی توما جو فلسطین کا باشندہ ہے، بھارت کے راجہ گنڈو فاس کے لیے بوساطت مسمی ہین سوداگر فروخت کرتا ہوں۔

www.KitaboSunnat.com

فروخت کنندہ: یسوع پسر یوسف نجار سکنہ ناصرت ملک فلسطینی [۲۹]

توما کو خرید کر ہین اسکندریہ کے بحری راستے سے ہندوستان روانہ ہوا اور غالباً بھادوں (بکرمی جیت، تقویمی ماہ) میں اَٹک پہنچ کر وہاں سے چالیس میل جنوب مشرق میں ٹیکسلا راجہ گونڈوفاس کے پاس پہنچ گیا۔ راجہ مذکور نے توما کو ایک عالی شان محل تعمیر کرنے کی ذمہ داری سونپی اور اس کے لیے رقم بھی توما کے حوالے کر دی، اس نے وہ رقم غربا میں تقسیم کر دی۔ راجہ نے اس پر غضب ناک ہو کر اسے قید کر دیا تاکہ اسے آگ میں زندہ جلا دیا جائے۔ اتفاقاً اسی رات راجہ کا بھائی فوت ہو گیا اور مرنے کے بعد اس نے ایک عالی شان محل دیکھا جو توما نے اس کے بھائی کے لیے تعمیر کیا تھا (غربا میں دولت تقسیم کرنے کے بدلے میں یہ محل بنایا گیا تھا) اس میت نے دوبارہ زندہ ہو کر راجہ کو تمام قصہ سنایا تو راجہ اور اس کی تمام رعایا نے عیسائیت قبول کر لی۔

یہ واقعہ ۴۸ء میں پیش آنے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ بعد ازاں جنوبی ہند سے توما کے پاس سفور نامی ایک قاصد کی آمد کا تذکرہ ہے جسے مائلا پور کے مزدے راجہ نے بھیجا تھا۔ توما اس کے ساتھ ہو لیا اور جا کر راجہ کی بیوی اور اس کی بیٹی سے بدروحوں کو نکالا۔ اس پر مزدے کے شاہی خاندان نے مسیحیت قبول کر لی۔ راجہ اس کی شہرت اور مقبولیت سے خائف ہو گیا اور اس نے سازش کے ذریعے شہر سے دور ایک پہاڑی پر لے جا کر اسے قتل کرنے کا کہا۔ راجہ کے سپاہیوں نے اسے پہاڑی پر لے جا کر بھالوں سے قتل کر دیا۔ مدراس کے اس مقام پر دوسری یا تیسری صدی کے آغاز میں 'ویر توما' یعنی توما کی خانقاہ بنا دی گئی۔ [۳۰]

دوسری اور تیسری صدی میں مختلف مقامات کے کلیساؤں میں مسیحی مشاہیر کے مزاروں پر جانا ایک عام بات تھی۔ جن میں کچھ مقدسین کے مزار زیادہ اہمیت کے حامل تھے۔ جیسے انطاکیہ شہر میں بشپ اگنیشس (۱۲۰ء) کی ہڈیاں لا کر دفنا دی گئیں تھیں اور وہاں اس کا 'روزِ ولادت' منایا جاتا، اسی طرح سمرنا کے کلیسا کے مقتول بشپ پولی کارپ کی ہڈیاں سمرنا میں دفن تھیں جہاں اس کا عرس منایا جاتا۔ اڑیسہ کے کلیسا کے ارد گرد ان مزاروں کی موجودگی میں اس کے نمائندے مائلا پور میں توما کے عرس میں شریک ہوتے۔ اڑیسہ کے کلیسا کی یہ بڑی خواہش تھی کہ

www.KitaboSunnat.com

مقدس توما حواری کی ہڈیاں یہاں لاکر اس کا عرس منایا جائے۔ چنانچہ کلیسا کے چند شرکا میں مائلا پور پہنچے اور رات کی خاموشی میں مزار کھود کر یہاں سے باقیات اپنے ساتھ اڑیسہ لے گئے۔ یہ ہڈیاں اگست کو اڑیسہ پہنچیں اور وہاں دفنا دی گئیں۔ جہاں سے اٹلی کے شہر اورٹونا کے کیتھڈرل میں منتقل کر دی گئیں۔

یہاں لاش اور ہڈیوں کی کہانی سے قطع نظر، تاریخ کا ایک اہم پیغام پنہاں ہے کہ جو شکست خوردہ قوم تنزل کا شکار ہوتی ہے تو مایوسی کے عالم میں وہ اسلاف کی پرستش و تعظیم میں لگ جاتی ہے یا پھر ان کی استخوان فروشی میں۔

یہ روایت خام خیال فرضی قصہ پر مبنی ہے یا اس میں کوئی حقیقت بھی ہے؟ اس سے قطع نظر اگر واقعتاً تاریخی حقائق سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ حواری توما پہلی صدی میں ہندوستان آئے تھے تو یہ اہل ہند کی خوش بختی ہوگی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف نازل شدہ پیغامِ الٰہی اصلی اور غیر محرفہ شکل میں 'عالی سند' کے ساتھ یہاں پہنچ گیا، لیکن اس کا انحصار مذکورہ روایت کے صحیح ثابت ہونے پر ہے، نہ کہ عقیدت اور احساسِ تفاخر کے جوش میں اس قصہ کو حقیقت قرار دیتے ہوئے اسے بنیاد بنا کر اس پر خوش خیالی اور شاندار منظر کشی سے کلیسائے ہند کی عالی شان عمارت تعمیر کرنے پر۔

مذکورہ بالا روایت مذکور چند دیگر اُمور کا تحلیلی جائزہ لینے سے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

- گونڈوفاس بادشاہ اُنیسویں صدی تک گمنام رہا۔ ۱۸۷۵ء میں پشاور سے ۲۸ کلو میٹر دور تخت بائی کی پہاڑی پر چھ سطروں پر مشتمل ۱۴۱۷ء کا کتبہ ملا جس میں بادشاہ گونڈوفاس لکھا پایا گیا۔ سوال یہ ہے کہ تاریخ جو ایک عہد کی جزئیات تک محفوظ کر لیتی ہے، اس کتبہ سے قبل مذکور بادشاہ، اس کے خاندان اور اس کے عہد میں ٹیکسلا کے تذکرہ سے یکسر بے نیازی دکھا رہی ہے اور ہم صرف 'توما کے اعمال' نامی ایک فرضی اور تخیلاتی کردار کی حامل داستان سے اس بادشاہ کے کردار کو لے کر اس پر تاریخ کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔
- قدیم ٹیکسلا میں مسیحیت سے متعلقہ کوئی تاریخی یا ثقافتی آثار نہیں ملتے۔ مذہبی حوالے سے بھی ۱۹۳۵ء تک یہاں کی وادیاں کوئی شواہد پیش نہیں کرتیں تا آنکہ ٹیکسلا کے قریب

www.KitaboSunnat.com

سرکاپ کے کھنڈرات میں ایک کسان کو ہل چلاتے ہوئے ایک صلیب نظر آئی جسے مارشل نامی انگریز نے لے لیا۔ اس صلیب سے فرض کرلیا گیا کہ یہ پہلی صدی کی ہے اور یہ نتیجہ نکالا گیا کہ اس علاقے میں مسیحی کلیسا پہلی صدی سے رائج ہے۔ یہ صلیب اس وقت ٹیکسلا کے عجائب گھر میں موجود ہے۔ اس صلیب کا جدید سائنسی آلات کی روشنی میں میٹرولوجی تجزیہ کیا جاسکتا ہے جس سے اس کی قدامت کا تعین ہوسکتا ہے کہ کیا واقعی یہ پہلی صدی کی صلیب ہے۔ نیز یہ بھی اَمر مسلمہ ہے کہ صلیب کی علامت قبل مسیح کئی مذاہب کا شعار تھی۔ نجانے یہ کس مذہب کی باقیات سے متعلق ہو۔

- تاجر ہین عام بحری راستے سے ہٹ کر ایک معمار کی تلاش میں یروشلم کیسے جا پہنچا۔ کیا اس دور میں شمالی ہندوستان اور یروشلم کے درمیان کوئی تجارتی رابطے تھے بھی یا نہیں؟ پھر اس سے بھی اہم بات کہ اتنی دور جاکر ہین کسی معمار کی بجائے ایک ایسے شخص کو کیونکر خرید لیتا ہے جو اپنے آپ کو بڑھئی ظاہر کرتا ہے اور کاشتکاری کے لیے ہل جوئے نیز کشتیاں اور اس کے پتوار بنانے کا ماہر بتاتا ہے۔ جب کہ مستند مسیحی تاریخی ماخذ اسے ایک بڑھئی کی بجائے مچھیرا ظاہر کرتے ہیں جو جال بنانے اور مچھلیاں پکڑنے کا ماہر ہے۔
- گونڈوفاس کی مجہول شخصیت کے حوالے سے بھی بعض سوالات سامنے آتے ہیں۔ بعض کے نزدیک وہ مسیحی مذہب کا علم بردار ہوگیا تھا اور اس نے اپنی مملکت میں مسیحی مذہب عام کر دیا تھا اور جبکہ دوسری رائے کے مطابق وہ مسیحی نہیں بنا، لیکن مسیحیت کو رواداری عزت اور ہمدردی کی نگاہ سے دیکھتا تھا، نیز اس کے مسیحی ہونے کے بھی سال وایام متضاد بتائے جاتے ہیں ایک میں اگر ۴۸ء ہے تو دوسری میں ۶۱ء۔
- ٹیکسلا سے مسیحی روایت کا رخ جنوبی ہند میں مالا بار اور کورومنڈل کے ساحلی علاقوں کی طرف مڑ جاتا ہے۔ توما کے ذکر پر مشتمل مقامی دہقانی گیتوں کو ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہوئے دعویٰ کیا جاتا ہے کہ توما حواری نے اُنہیں مسیحی بنایا۔ توما کے ذکر پر مبنی مالم زبان میں ساڑھے چار سو اشعار پر مشتمل ٹامس رمبان نامی مجموعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے پادری برکت اللہ لکھتے ہیں:

www.KitaboSunnat.com

''جب ہم ٹامس رمبان کے مجموعہ کو پڑھتے ہیں تو اس میں ہم چند ایک باتیں دیکھتے ہیں جن کی وجہ سے تمام مجموعہ تاریخی نکتہ نگاہ سے مشکوک ہو جاتا ہے۔ مثلاً 'توما کے اعمال' کی اندراپولس کی حکایت کو لے کر کہا گیا ہے کہ یہ کرنگا نور میں واقع ہوئیں۔ ٹیکسلا میں محل بنانے کی حکایت لے کر کہا گیا کہ یہ باتیں مائلا پور میں واقع ہوئیں، حالانکہ دونوں مقامات میں قریبا ڈیڑھ ہزار میل کا فاصلہ ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جنوبی ہند کے تمام گیت اور مجموعے 'توما کے اعمال' کی تمام حکایت کو شمال مغربی ہندوستان سے ألف لیلة کے چراغ کی مدد سے جنوبی ہندوستان لا منتقل کر دیتے ہیں۔''(۳۱)

- جنوبی ہند میں توما کی آمد کے تعین میں خاصا اختلاف ہے۔ اس کی آمد دسمبر ۵۰ء، ۵۲ء، ۶۵ء یا ۲ےء بتائی جاتی ہے۔
- اس روایت میں جنوبی ہند میں لوگوں کے معروف مستعمل ناموں میں سے ایک بھی نام نہیں ملتا۔ ملکہ کا نام لاطینی (طری پطیہ)، ملکہ کی خادمہ (سن ٹیکس)، بادشاہ کے رشتہ دار (کارٹیس، سمفورس، مگدونیہ) یونانی اور باقی تمام ایرانی اور سامی ہیں۔ ممکن ہے مصنف کا خیال ہو کہ چونکہ شاہ گونڈافاس کی ریاست میں ایرانی، سامی یونانی لوگ بستے تھے لہٰذا تمام ہندوستان میں اِنہی ناموں کے لوگ رہتے ہوں گے، لیکن یہ اسما ضعفِ روایت پر دلالت کرتے ہیں۔ نیز تا دمِ تحریر تاریخ اور آثارِ قدیمہ ہر دو میں بادشاہ 'مزدئے' مجہول الاسم ہے۔(۳۲)
- یہ روایت ایک اور پہلو سے بھی مشکوک ہے کہ بادشاہ مزدئے اپنے بیٹے کی شفا کی خاطر مبارک ہڈیاں لینے گیا تو اُنہیں قبر میں نہ پایا۔ یہ سوال ضرور اٹھتا ہے کہ آیا عہدِ مذکور میں ہندوستان میں قبور سے ہڈیاں لینے کا رواج بھی تھا، کیونکہ ہندو مذہب میں تو مردوں کو جلانے کا رواج تھا۔ ایک ہندو راجہ کیسے ہڈیوں کو لینے آن پہنچا جب ان کے ہاں ہڈیوں سے شفا کا تصور ہی نہ تھا اور دوسری طرف مسیحی عموماً مردوں کی ہڈیوں سے برکت یا شفا حاصل کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس مقام سے سالہا سال بعد مقدس ہڈیاں اڑیسہ منتقل کی گئیں تھیں۔(۳۳)

www.KitaboSunnat.com

◉ توما کی موت کے متعلق بھی متضاد آرا ہیں۔ایک رائے کہ وہ راجہ کے سپاہیوں کے ہاتھوں قتل ہوا اور دوسری یہ کہ مالا بار کے کالی دیوی کے مندر کے پاس پروہتوں کے اصرار کے باوجود توما نے کالی دیوی کو دیوتا ماننے اور چڑھاوا چڑھانے سے انکار دیا جس کے نتیجہ میں مندر کے پجاریوں نے توما کو مار ڈالا۔ تیسرا دعویٰ یہ ہے کہ توما جنگل میں مور کا شکار کرتے شکاریوں کے تیر سے مرا۔[۳۴]

◉ خود مسیحی مؤرخین ہی توما کے مقتول ہونے کی نفی کرتے ہیں:

''ہیرکلون ایک قدیم مصنف کا قول کلیمنٹ (۲۰۰ء) نے نقل کیا ہے لکھتا ہے کہ تھامس (توما رسول) شہید ہوا ہی نہیں۔''[۳۵]

◉ اس سے قطع نظر توما رسول کے برازیل (لاطینی امریکہ) جانے کا دعویٰ بھی پایا جاتا ہے۔[۳۶]

◉ ولیم جی ینگ کے بقول:

"یوسی بس (Eusebius) مؤرخ نے قریباً ۳۲۵ء میں لکھا کہ توما رسول کو مسیح نے پارتھیہ بھیجا۔ ہوسکتا ہے کہ یوسی بس نے اورغین سے اقتباس لیا ہو،اور یہ شہادت قریباً ۲۲۵ء کی ہو۔''[۳۷]

چونکہ ہندوستانی کلیسا کی بنیاد توما رسول پر رکھی جاتی ہے، اس لیے ان کی آمدِ ہند کی روایت کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ ناکافی تاریخی معلومات اور شواہد کی بنا پر توما کو ہندوستانی کلیسا کا بانی ثابت کرنا مشکل امر ہے۔ چنانچہ اسٹیفن نیل اس 'بھاری پتھر' کو یہ کہہ کر رکھ دیتا ہے کہ

"There is really no evidence in favour of the foundation of Indian Christianity by Thomas expect the persistent strength of the tradition .unless further archaeological evidence confirms the tradition , the critical historian must leave the matter with the simple We Do Not Know"

اس سب کے برعکس دوسری صدی عیسوی میں توما نامی ایک شخص کا مبہم تذکرہ ملتا ہے جو اس وقت مروّجہ غالب مسیحی عقائد کی بجائے 'بدعتی عقائد' کا حامل تھا اور اس نے ہندوستان کا سفر اختیار کیا۔سترھویں صدی کے معروف مستشرق ڈاکٹر برنل کے مطابق یہی وہ توما تھا جو سب سے پہلے ہندوستان میں مسیحی عقائد لے کر آیا تھا، نہ کہ پہلی صدی کا توما رسول:

www.KitaboSunnat.com

"This must be the Thomas who first brought Christianity to India"[۳۸]

ان معروضات سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ کلیسا ہند کی بنیاد نہ تو خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں پڑی، نہ ہی ان کے شاگردوں کے۔ بلکہ دوسری صدی میں کسی توما نامی مجہول الحال آدمی کی ہندوستان آمد پر کلیسا کی بنیاد ہے۔

حوالہ جات

① ''گو ہندوستان میں مسیحی تاریخ کی ابتدا کا سراغ لگانا کچھ آسان نہیں، تاہم یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ ہندوستان میں مسیحی تاریخ بہت پرانی ہے''۔ ولیم بارکلے، یسوع کے حواری (مترجم: فادر رفیق مائیکل) (کٹیک ٹیکل سنٹر ۱۰۴، موہن ٹیرس، بار اسٹریٹ، صدر کراچی، ۱۹۸۴ء، ص ۶۳)

② Encyclopedia Britannica, (London 1970), Vol.22, p.228

③ اس عدالتی حکم کی تفصیلات اناجیل میں مرقوم نہیں۔ میں قدیم رومی سلطنت کے علاقہ اقیلا (Aqulia)، جو موجودہ نیپلز (اٹلی) کا حصہ ہے، میں کھدائی کرتے ہوئے فرانسیسی ماہرین کو ایک لوح ملی جس پر قدیم عبرانی زبان میں کلمات کندہ تھے۔ ماہرین نے اسے حضرت عیسیٰ کی موت کا عدالتی پروانہ گردانا ہے جس کے مضمون کے مطابق 'پنطس پیلاطوس' حاکم گلیل زیریں یہ حکم جاری کرتا ہے کہ ناصرت کے یسوع کو اپنی موت تک صلیب پر لٹکنا ہوگا...... اِس نے غلط نبوت کرتے ہوئے خود کو خدا کا بیٹا کہا ہے۔'' ("The Crucifixion by An Eye Witness, (Indo American Book Company, Chicago1911, p10)

④ لوقا (۲۲:۶۶)، متی (۳۲:۲۷، ۴۶)، مرقس (۱۵:۱۶ تا ۲۶)، لوقا (۲۳:۲۶ تا ۳۸)، یوحنا (۱۹:۱ تا ۲۴)، متی (۲۷:۴۶)، مرقس (۱۵:۳۴)، لوقا (۲۳:۴۳ تا ۵۱، ۴۶، ۱:۱ تا ۶)، اعمال (۱ تا ۴) ایک نظم میں یہ واقعہ یوں بیان کیا گیا ہے۔ تڑکے وہ باندھے گئے، علی الصباح ان کو گالیاں دی گئیں، صبح ۹ بجے ان پر موت کا فتویٰ ہوا۔ ۱۲ بجے ان کو کیلوں سے صلیب پر جکڑا، ۱۲ بجے ان کی مبارک پسلی چھیدی گئی۔ شام کے وقت اُن کو صلیب سے اتارا اور رات کو وہ قبر میں مدفون ہوئے۔ (جے علی بخش، پادری، تفسیر قرآن (مرکنٹائل پریس، لاہور ۱۹۳۵ء، ص ۲۱)

⑤ تفسیر ابن کثیر: ۲۳۶/۷

⑥ ان روایات کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جمعہ کے دن صلیب پر لٹکایا گیا۔ اگلے دن ہفتہ تھا اور یہودی عقائد کے مطابق سبت (ہفتے) کو پھانسی نہیں دی جاسکتی، چنانچہ آپ کو رات سے قبل اُتار لیا گیا۔ اس وقت آپ حقیقت میں زندہ تھے۔ آپ کے شاگردوں نے آپ کے زخموں پر ایک مرہم، جو آج بھی 'مرہم عیسیٰ' کے نام سے مشہور اور متداول ہے، لگائی تو آپ بالکل ٹھیک ہو گئے۔ مرزا غلام احمد

www.KitaboSunnat.com

قادیانی (۱۸۳۵ء تا ۱۹۰۸ء) نے اس کے اجزا و ترکیب تک درج کرتے ہوئے اس مجوزہ مرہم کو الہامی قرار دیا۔ (مسیح ہندوستان میں از غلام احمد، ص ۵۷، مطبع انوارِ احمدیہ مشن پریس، قادیان ۱۹۰۸ء)

⑦ Holger Kersten, Jesus Lived in India, Element Book Ltd. Shaftsbury,England 1983. p.150

⑧ تاریخ کشمیر از محی الدین، مطبوعہ امرتسر، میں یوز آسف کے بارے بحث کرتے ہوئے اس کی سات ممکنہ حیثیتیں بیان کی گئی ہیں: ۱۔ یوز آسف ایک پیغمبر تھے۔ ۲۔ ایک شہزادے تھے۔ ۳۔ احفادِ موسیٰ میں سے تھے۔ ۴۔ امام باقر کی نسل میں سے تھے۔ ۵۔ مصر سے آمدہ ایک سفیر کا نام تھا۔ ۶۔ حضرت عیسیٰ کے خلیفہ تھے۔ ۷۔ بعینہٖ حضرت عیسیٰ روح اللہ تھے۔ (بحوالہ 'مسیح کی ہندی انجیل'، ص ۲۵ از پیام شاہجہان پوری، ادارہ تاریخ و تحقیق، لاہور ۱۹۹۴ء)

⑨ مسیح ہندوستان، ص ۱۴

⑩ ایضاً

⑪ کشمیری زبان میں روضہ بل کا مطلب ہے: 'پیغمبر کا روضہ'

⑫ کشمیر میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی نہیں بلکہ مختلف دعووں میں بانڈی پورہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام، اربان میں حضرت ہارون اور تختِ سلیمان کے علاقہ میں حضرت سلیمان علیہم السلام کی مزعومہ قبور کا بھی دعویٰ کیا جاتا ہے۔

⑬ Holger Kersten , Jesus Lived in India, p.14

⑭ Ibid, p.15

⑮ اس کتاب کے مقدمہ میں مرزا صاحب نے اپنی مجوزہ تحقیق کی تفصیلات سمیت محتویات کو دس اَبواب میں شائع کرنے کا اعلان کیا تھا۔ (مقدمہ مسیح ہندوستان میں، ص ۱۸) جبکہ مطبوعہ کتاب صرف چار اَبواب پر مشتمل ہے، اس پر سن تالیف ۱۸۹۹ء درج ہے۔ مرزا صاحب کی وفات سے آٹھ سال قبل کی محررہ یہ تحقیق کسی اشاعت میں بھی ان کے دعویٰ کے مطابق دس ابواب میں شائع نہیں ہوئی۔

⑯ Michel Desmaquet, Jheaoouba Prophecy,Tohuma Shorten, Japan

⑰ جاپانی زبان میں محررہ یہ دستاویز اس وقت کی حکومت نے ممنوع قرار دے کر ٹوکیو میوزیم میں مقفل کر دی تھی جو دوسری جنگ عظیم کے دوران امریکی بمباری کی نذر ہو گئی۔ تاہم Takeuchi خاندان نے حکومتی تحویل سے قبل اس کی نقل تیار کر لی تھی جو حضرت عیسیٰ سے منسوب قبر کے ساتھ چھوٹے سے میوزیم میں موجود ہے۔

⑱ یہ ساری معلومات www.Jheaoouba.com/tomb.html سے لی گئی ہیں۔

⑲ اب اس جگہ پر پی ٹی وی ٹاور ہے۔ راقم نے وہاں ٹاور کے گرد خاردار تاروں کے متصل باہر زمین پر تقریباً

www.KitaboSunnat.com

ایک فٹ اونچی پتھروں کی گول منڈیر پائی جس کی شمالی سمت میں تقریباً تین فٹ اونچی لوحِ مزار جیسی دیوار ہے۔ دیوار اوراس منڈیر کے درمیان خاردار تار حائل ہے، اسے کسی طور بھی قبر نہیں کہا جاسکتا ہے۔

⑳ www.jesus-kashmir-tomb.com

㉑ www.jesus-kashmir-tomb.com

㉒ مقدس توما از والڈ، ایس این، ص ۱۶۷، عباسی لیتھو آرٹ پریس، کراچی ۱۹۷۷ء

㉓ اس روایت کا دارومدار یونانی نژاد مسیحی مبشر پینٹ ینس (۱۲۰ء) کی ہندوستان یاترا پر موقوف ہے جس کے مطابق وہ جن لوگوں کے پاس آیا تھا، وہ برتلمائی رسول کے پیروکار تھے۔ اس نے ان لوگوں سے مذکورہ نسخہ حاصل کیا اور اپنے ساتھ واپس (اسکندریہ) لے گیا۔ (صلیب کے ہراول از برکت اللہ پادری، دلی پرنٹنگ ورکس، دہلی ۱۹۴۹ء، طبع اوّل: ص ۱۸) لیکن اسکے برعکس مولانا رحمت اللہ کیرانوی (م ۱۸۹۱ء) رقم طراز ہیں: ''یوسی بیس کہتا ہے کہ پین ٹی نس جب انڈیا (حبش) میں آیا اور اس نے وہاں ایک نسخہ عبری متی کے انجیل کا پایا جو وہاں کے لوگوں کو برتلما حواری سے پہنچا تھا اور اس وقت سے ان کے پاس محفوظ تھا اور جیروم پین ٹی نس اس نسخہ کو وہاں سے اسکندریہ میں لایا۔'' ازال الشکوک از مولانا رحمت اللہ کیرانوی، انگپانا یک اسٹریٹ نمبر ۱۵۶، مدراس ۱۲۸۸ھ، ج ۲/ ص ۱۲۹)

㉔ صلیب کے ہراول از برکت اللہ، ص ۲۲

㉕ ابن خلدون، تاریخ خلدون، (القاہرہ ۱۳۲۹ھ)، ج ۲/ ص ۵۰؛ پال، سلطان محمد پادری، عربستان میں مسیحیت (پنجاب ریلیجیس بک سوسائٹی، لاہور، باراوّل ۱۹۴۵ء) ص ۱۴

㉖ توام یعنی جڑواں کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی ایک جڑواں بہن تھی جس کا نام لوسیاہ تھا۔ [توما ہند و پاک میں از یوسف مسیح یاد، ص ۲۰، پاکستان کرسچین رائٹرز گلڈز، پشاور، ۱۹۹۶] کچھ علما کا خیال ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ کے بھائی یہودا تھے جن کا ذکر انجیل میں ہے۔ (مرقس ۶:۳، متی: ۱۲:۵۵)

㉗ انجیل توما، اعمال توما، انجیل طفولیتِ مسیح، مشاہداتِ توما، کتاب خانہ بدوشی توما (ازال الشکوک: ۲/ ۲۳۰)

㉘ بشپ ولیم جی ینگ اپنی کتاب 'رسولوں کے نقش قدم پر' میں رقم طراز ہیں: ''یہ ایک بدعتی اور جعلی قصہ ہے جو کہ اڈیسہ میں ۱۸۰ اور ۲۳۰ء کے درمیان تحریر ہوا۔ اس کا مصنف ایک ناستک معلوم ہوتا ہے۔ اس میں بہت سی لغو اور بے بنیاد کہانیاں ہیں جو موجودہ شکل میں قابل اعتبار نہیں۔'' [رسولوں کے نقش قدم پر، ص ۳۹، مسیحی اشاعت خانہ، لاہور ۱۹۹۸ء بار ششم] پادری برکت اللہ نے اس کے بارے تفصیلی بحث کی ہے اور بہت سے لوگوں کی آرا ونقد وتبصرہ نقل کیا ہے۔ ان کے بقول: ''توما کے اعمال' کے مصنف نے چند تاریخی ناموں اور معتبر روایتوں کو لے کر ایک فسانہ گھڑا ہے جس کے ذریعے وہ ایسے ناستک اور بدعتی خیالات کا پرچار کرنا چاہتا ہے...... اس کتاب کے مصنف کو نہ تاریخ سے دلچسپی ہے اور نہ جغرافیہ سے دل بستگی، بس اس کو ایک ہی دھن ہے کہ وہ ناستک خیالات کی مقدس توما کی زبان سے تبلیغ کروائے...... وہ

www.KitaboSunnat.com

بسا اوقات ایسی فاش غلطیاں کرتا ہے جو مبتدیوں سے بھی چھپی نہیں رہ سکتیں ...... یہ کتاب ایک ناول ہے جس میں صرف چند نام تاریخی اور دو ایک واقعات قابل اعتبار ہیں اور بس اس لحاظ سے وہ الف لیلہ کے قصوں کی مانند ہے جس میں خلیفہ ہارون الرشید، جعفر برمکی وغیرہ چند نام اور بغداد و موصل وغیرہ چند مقام تاریخی ہیں باقی کتاب محض افسانہ ہے۔اس کے مصنف نے عجیب خوش اعتقادیاں پیدا کر دی ہیں ......'توما کے اعمال' کی کتاب میں اور انجیلی مجموعہ کے 'رسولوں کے اعمال' کی کتاب میں زمین آسمان کا فرق ہے۔'توما کے اعمال' اس مصنف کے باطل خیالات اور اس کی قوتِ متخیلہ کی مرہون منت ہے...... پس لازم ہے کہ ہم اس کو ان معیاروں کی کسوٹی پر پرکھیں جو علم التاریخ نے سچ اور جھوٹ کی پہچان کے لیے مقرر کر رکھے ہیں۔ بالخصوص جب ہم دیکھتے ہیں کہ کتاب 'مقدس توما کے اعمال' غلط ناستک تعلیم اور خارقِ عادت فضول قصوں سے بھری پڑی ہے تو گمان اور بھی غالب ہو جاتا ہے کہ یہ کتاب ازسرتاپا ایک افسانہ ہے جس میں صداقت کی جھلک بھی نہیں پائی جاتی۔ پچاس سال ہوئے مغرب کے علما اور مؤرخین اس نتیجہ پر متفق تھے کہ تاریخی لحاظ سے اس کتاب کی قیمت صفر سے بھی کم ہے۔'' [مقدس توما رسولِ ہند، ص ۲۶ تا ۳۶، پنجاب ریلیجیئس بک سوسائٹی، لاہور)

㉙ مقدس توما، ص ۵۶، توما ہندو پاک میں، ص ۷۰، اس رسید کی محتویات اور طرزِ تحریر دوسری صدی کی تحریروں سے میل نہیں کھاتے۔

㉚ تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: برکت اللہ، مقدس توما رسولِ ہند؛ ایس این والڈ، مقدس توما

㉛ توما رسولِ ہند، ص ۸۱، ۸۲

㉜ ایضاً، ص ۸۷

㉝ ایضاً

㉞ Thomas P.Christians and Christianity in India and Pakistan, (London 1954), p. 17

㉟ قدیم تاریخ ہند از سمتھ، ونسٹ اے [مترجم: محمد جمیل الرحمٰن] ص ۳۶۸، دارالطبع جامعہ عثمانیہ، حیدر آباد دکن ۱۹۲۲ء)

㊱ American Ethnologist ,(From Tupa to the Land without evil: The Christianization of Tupi Guarani Cormology,(Vol. 14, No.1, p.127-128, 1987)

㊲ رسولوں کے نقش قدم پر، ص ۳۸

㊳ Keay ,F.E., History of Syrian Church in India, SPCK, Madrass 1938), p16

www.KitaboSunnat.com